''ایک چادر میلی سی'' پر پنجابی زبان کے اثرات

ڈاکٹر محمد محسن

شعبۂ اردو، کروڑی مل کالج، دہلی یونیورسٹی، دہلی۔110007، موبائل:7981130262

راجندر سنگھ بیدی اردو فکشن کے نمائندہ قلم کاروں میں سے ایک ہیں۔ اردو ادب کی تاریخ میں ان کی افسانہ نگاری نے تمام ناقدین کو متاثر کیا ہے۔ ان کو اردو ادب کا بڑا افسانہ نگار مانا جاتا ہے۔ وہیں ناول نگاری میں بھی ان کا نام سرِ فہرست ہے۔ اگر چہ ان کا صرف ایک ہی ناولٹ ''ایک چادر میلی سی'' شائع ہوا ہے مگر اس ناول کو انھوں نے اس طرح سے لکھا ہے کہ تا قیامت ان کا نام اردو ادب میں زندہ رہے گا۔ کچھ ناقدین نے اسے ناول تسلیم کیا ہے اور اکثر نے اس ے ناولٹ ہی مانا ہے۔ ناولٹ ''ایک چادر میلی سی'' فنی اور موضوعاتی ہر لحاظ سے عمدہ ناول تسلیم کیا گیا ہے۔

راجندر سنگھ بیدی نے پنجابی سماج کو اپنا موضوع بنایا اور اس سماج کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو منظر عام پر لایا اور انہی چھوٹی چھوٹی باتوں سے دنیا بنتی ہے۔ ناول ''ایک چادر میلی سی'' کا موضوع بھی یہی سماج ہے۔ ڈاکٹر سید محمود کاظمی ناول کے موضوع پر بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''بیدی کا یہ ناولٹ ایک ایسا تہذیبی مرقع ہے جس میں ایک پسماندہ پنجابی معاشرے کے طرز زندگی، عقائد توہمات، طرز عبادت، روایات، تہذیب وتمدن، ادب، شعر، مذہب، تیوہار، زبان اور تہذیبی وثقافتی اقدار اور حقیقی تصویریں نظر آتی ہیں کہ پڑھنے والا اس میں کھو کر رہ جاتا ہے۔ یہ پنجاب کے ایک گاؤں میں رہنے والے ان لوگوں کی کہانی ہے جو جاہل ہیں، مفلوک الحال ہیں، لیکن اس جہالت اور غریبی کے باوجود ان کا اپنا ایک سماجی وتہذیبی رویہ ہے۔''

(راجندر سنگھ بیدی ایک سماجی وتہذیبی مطالعہ، ڈاکٹر سید محمود کاظمی، ۲۰۱۱ء، ص:۲۰۹)

راجندر سنگھ بیدی کا تعلق بھی پنجاب سے تھا اور ان کی مادری زبان پنجابی ہی تھی، مگر ان کی قلمی زبان اردو تھی اور عمر بھر اسی زبان میں لکھتے رہے۔ قلمی زبان اگر چہ ان کی اردو تھی مگر ادب کا موضوع صرف پنجابی سماج ہی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی اردو زبان پر پنجابی زبان کے اثرات نمایاں نظر آتے ہیں اور یہ فطری بھی ہے، چونکہ اگر ہم کسی خاص سماج کو اپنی تخلیقات کا موضوع بنا رہے ہیں تو فطری ماحول اور حقیقت پیدا کرنے کے لیے اس سماج کی زبان کا لحاظ بھی رکھنا پڑتا ہے۔ چونکہ اس تخلیق کے لیے کردار تو اسی سماج سے لینے پڑتے ہیں اور ان کی زبان کو اگر ہم ٹھیٹھ اردو میں بدل دیں گے تو حقیقت اور فطری ماحول کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے یہ ہر تخلیقار کا کام ہے کہ وہ اپنی تخلیق میں فطری ماحول پیدا کرے جو قارئین کو سب سے زیادہ متاثر کرتا ہے۔

راجندر سنگھ بیدی کے سامنے مذکورہ بالا پہلو تو تھا ہی مگر اہم پہلو یہی ہے کہ ان کا تعلق پنجابی سماج سے تھا اور ان کی مادری زبان بھی پنجابی تھی۔ اب ہم اسی پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے ناول ''ایک چادر میلی سی'' کا جائزہ لیں گے۔ سب سے پہلے راجندر سنگھ بیدی کی زبان کے بارے میں جاننا ضروری ہے۔ ہمت رائے شرما نے اس بارے میں اہم بات کہی ہے، وہ لکھتے ہیں:

> ''ابتدا سے ہی بیدی صاحب کے ذہنی ارتقا اور شعوری نشو ونما پر پنجابی تہذیب وتمدن کا گہرا اثر رہا ہے۔ انھوں نے اردو ادب میں خالص پنجابی تشبیہوں اور استعاروں کو متعارف کیا۔ اردو زبان کو اپنی مادری زبان کا جامہ پہنایا.... جس طرح دلی، لکھنؤ اور حیدر آباد (دکن) والوں نے اردو زبان کو اپنانے اور تہذیب وتمدن کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کی ہے اسی طرح جناب راجندر سنگھ بیدی نے بھی اردو کو اکثر وبیشتر نہایت خوب صورت ودلنواز پنجابی رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور ان کی یہ کوشش کسی حد تک کامیاب بھی ہے اور اس طرح وہ ہر افسانے اور ناول میں اپنی فنی دسترس کا ثبوت دیتے رہے ہیں۔''

(رسالہ پرواز ادب، مدیر جنیش کمار، جلد۳، شمارہ ۶-۷، ۱۹۸۱ء، ص:۲۵)

راجندر سنگھ بیدی نے یہی زبان ناول ''ایک چادر میلی سی'' میں

استعمال کی ہے جس کی وجہ سے اس ناول کے اسلوب میں اورنکھار آ گیا ہے۔اس ناول کےاسلوب کے بارے میں وارث علوی لکھتے ہیں:

''پورے ناول میں استعاروں، علامتوں اور اساطیروں کا ایسا جال پھیلا ہے کہ وضاحتی اسلوب کوکام میں لایا جاتا تو ہر ذرہ پھیل کر صحرا بن جاتا۔کمال کی بات تو یہ ہے کہ علامتیں اور استعارے جوشاعرانہ حسن آفرینی کا سرچشمہ ہیں اس حقیقت پسندانہ اسلوب کی سنگلاخ اور کھردری زمین سے پھوٹے ہیں جوایک مفلوک الحال اور پس ماندہ دیہاتی زندگی کی تصویرکشی کا فریضہ نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیتا ہے۔''

(راجندرسنگھ بیدی، وارث علوی، ۱۹۸۹ء، ص:۷۴)

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مختلف ناقدین نے راجندرسنگھ بیدی کے اسلوب اوراس کی زبان کوسراہا ہے۔ بیدی کی یہ سراہنا نہ صرف ''ایک چادرمیلی سی'' کے سبب ہوئی بلکہ ان کی باقی تخلیقات بھی ان میں شامل ہیں۔

آیئے اس ناول کے وہ جملے، اشعار، محاورے دیکھتے ہیں جو ٹھیٹھ پنجابی زبان میں ہیں:

''کوٹھے اتے گھتا، ویر میرا الماس
بھابو میری تِلّی، جھدے تک مچھلی''

(ایک چادرمیلی سی، راجندرسنگھ بیدی،
سٹارپبلیکیشنز دریا گنج، دہلی، ص:۲۱)

''ماتا رانی دے دربار جوتاں جگدیاں
میا رانی دے داربار جوتاں جگدیاں''

(ص:۴۲)

''تُسیں ستے بھیناں گوریاں
سرلال پھلّاں دیاں جوڑیاں''

(ص:۴۲)

''گورا رنگ نہ دئیں وے ربا!
سارا پنڈ ویرپے گیا''

(ص:۵۰)

''سبھناں ساہورے چلنا، سبھ مکلاون ہار''

(ص:۵۳)

''چِچڑ دسے سہیلڑی، چِڑ ساتھی نال''

(ص:۵۵)

''نشے دیے بند بوتلے! تینوں پین گے نصیباں والے''

(ص:۵۵)

''ہیر آکھیا، جوگیا جھوٹھ بولیں، کون رٹھڑے یار مناوٗندا اے ایسا کوئی نہ ڈیٹھا میں ڈھونڈھ تھکی، جہڑا گیاں نوں موڑلیاوندا اے''

(ص:۶۳)

''پاپی لوگ پہاڑ دے، پتھر جن کے چت
انگ ملادا کبھی کبھی، نین ملاوا نت''

(ص:۱۱۷)

''اڑیا! جتھے تیرے ہل دگدے، او تھے لے چل چرکھا میرا''

(ص:۱۳۳)

''کھنڈ، انھیاں کرے، سوجا کھیاں نوں
گھنڈ لاہ منہ اتوں لاڑیے نی
وارث شاہ نہ دبیّے، موتیاں نوں
پھلّ اگّ دے وچ نہ ساڑیے نی''

(ص:۱۴۳)

''چوڑے والی بانہہ کڈھ کے، منڈا موہ لیا توتیاں والا!
دمڑی دا سک مل کے، منڈا موہ لیا توتیاں والا!
ڈنڈیاں نوں ول پے گیا، جھمکے لین ہلارے
نو نہاں گوریاں، پُتر تیرے کالے''

(ص:۱۷۸)

''واڑ تھلے دونمبو پکّے، جیٹھ منگے ادھارے
نہ میں جیٹھا مُلّے دیندی، نہ دیندی رکھوارے''

(ص:۱۸۰)

مندرجہ بالا اشعار، کہاوتوں اور جملوں کے علاوہ اور بھی بے شمار ٹھیٹھ پنجابی کے جملے اور اشعار ناول میں موجود ہیں جن سے ناول کے اسلوب میں خوبصورتی پیدا ہوگئی ہے۔ یہاں یہ بات بھی یادرہے کہ اگر چہ پنجابی زبان سمجھنا اتنا مشکل نہیں مگر پھر بھی مصنف نے زیادہ تر اشعار کا ترجمہ متن میں لکھ دیا ہے۔

آیئے اب ان جملوں کو دیکھتے ہیں جن میں اردو اور پنجابی کا میل ہے یعنی پنجابی نما اردو:

''پہلے ہی ہلّے میں رانی برابر آئی''

(ص:۲۴)

''خودتو کھپ گیا۔ گلّہنج (چیل) چھوڑ گیا ہمارے لیے''

(ص:۲۵)

''میں آپی نہیں رہوں گی،....مار ڈالا ، اڑیو مارڈالا''

(ص:۲۶)

''پرے ہٹ مُردیے! ایک دن تیرا بھی یہی حال ہوگا''

(ص:۲۹)

''رنڈے .....کھسم کھانیئے!'' رانی نے چنوں کو چوٹی سے پکڑتے، کھینچتے ہوئے کہا اور پھر دونوں ایک دوسری کے کوٹھوں پر چپے دینے،کلکاریاں مارنے لگے''

(ص:۳۹)

''میں تو آج ناچوں گی ، گدھا ڈالوں گی''

(ص:۴۰)

''رانی بندیئے! تیرا پیچھا نا آ گا! ہائے رنڈیئے! تیری شکل تو اب باجار بیٹھنے والی بھی نہیں!....اب تو تُو پیشہ کرنے جوگی بھی نہیں''

(ص:۴۶)

''ہائے ہائے وے اینٹا! ایک بار ہمیں بھی سیر کروادے؟''

(ص:۵۶)

''اس نے بڑی کی بانہوں کے ہاراس کے گلے میں پہنادیےاورخود امربیل بنی اس سے لپٹ لپٹ گئی اتنا جوان، اتنا سجیلا گبھرو نہ ملا ہوگا کسی ماں کی بیٹی کو''

(ص:۱۸۵)

ایسے بے شمار جملے ہیں جن میں اردواور پنجابی کے خوبصورت میل سے تحریر کے اسلوب سے حسن ظاہر ہوتا ہے۔ یہ بیدی کا ہی کمال ہے کہ اردو جملوں میں پنجابی کے ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں کہ قارئین کو جملہ سمجھنے کی کہیں کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی۔ پنجابی الفاظ سے جملے بالکل فطری لگتے ہیں جن سے ایک طرف زبان میں ندرت ظاہر ہوتی ہے اور دوسری طرف ناول کا ماحول بھی فطری بن جاتا ہے۔

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ راجندر سنگھ بیدی نے ناول ''ایک چادر میلی سی'' میں اپنی مادری زبان کے اثرات چھوڑے ہیں جو ناول کی زبان کے حسن میں اہم اضافہ کرتے ہیں اور اس ناول میں یہی زبان پنجابی سماج کی شناخت ظاہر کرتی ہے۔ چونکہ ہر سماج کی اپنی زبان ہوتی ہے اور کئی دفعہ اُسی زبان سے ہم سماج کو پہچان سکتے ہیں۔

◆◆◆

اولیائے دہلی کی درگاہیں (دہلی کے آثارِ قدیمہ)

دہلی ہمیشہ ہندوستان کے دل کی دھڑکنوں کا محور و مرکز رہی ہے اور دہلی کے ساتھ اردو زبان اور اردو ثقافت کے قدیم اور اٹوٹ رشتے رہے ہیں۔ ''اولیائے دہلی کی درگاہیں'' ایک تحقیقی اور تاریخی کتاب ہے جسے ''انڈین کونسل فار ہسٹوریکل ریسرچ'' (ICHR) نے ہندی زبان میں شائع کیا تھا۔ چوں کہ یہ ایک تاریخی دستاویز کا درجہ رکھتی ہے، اس لیے اکادمی کی تحقیقی و اشاعتی کمیٹی نے ڈاکٹر محمد حفظ الرحمٰن کی گزارش پر اردو زبان میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا۔ اکادمی کی دیرینہ خواہش تھی کہ اکادمی کوئی اس طرح کی کتاب شائع کرے۔ اس کتاب میں دہلی کی درگاہوں اور خانقاہوں کی مستند تفصیل تصاویر کے ساتھ پیش کی گئی ہے۔ تاکہ ریسرچ اسکالرز اور سیاحوں کو ان اہم مقامات کے بارے میں مفصّل معلومات حاصل ہوسکے۔

مصنف: ڈاکٹر حفظ الرحمٰن ● سائز: 23x36=8 ● صفحات: ۳۵۲ ● قیمت: ۳۰۰

اردو اکادمی، دہلی